ماہوار خبرنامہ : اکتوبر، نومبر ۱۹۹۹ء

مرکزی احمدیہ انجمن لاہور۔ پاکستان دارالسلام، ۵۔ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور۔ پاکستان

صرف احباب جماعت کیلئے

○ حضرت امیر کی صحت کے بارے میں

حضرت امیر ڈاکٹر اصغر حمید صاحب کی صحت خدا کے فضل و کرم سے کافی بہتر ہے اور دفتری امور کی نگرانی حسب معمول فرما رہے ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ ان کی کامل صحت اور خدمت دین کی توفیق کے لئے احباب اپنی پرخلوص دعائیں جاری رکھیں۔

○ ارشاد امیر احباب جماعت کے نام

احباب جماعت خود بھی نماز پنجگانہ کا اہتمام کریں۔ بچوں کو بھی تلقین کریں۔ نماز تہجد کی بھی عادت ڈالیں اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں۔ دین اسلام اور جماعتی ترقی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ تبلیغ و اشاعت دین اور استحکام جماعت کے لئے اپنے اموال انجمن کے نام وقف کریں۔

شادی

۶ نومبر کو شفق ناصر بنت ناصر احمد صاحب کی شادی عمر سعادت فرزند محترم بھائی سعادت اللہ ندیم صاحب، کراچی سے لاہور میں انجام پائی۔ نکاح پروفیسر غلام رسول صاحب نے پڑھا۔

۱۲ نومبر کو عائشہ وحید بنت محترم ڈاکٹر وحید احمد صاحب کی شادی بشارت احمد فرزند محترم خالد احمد صاحب سے لاہور میں انجام پائی۔ نکاح محترم ناصر احمد صاحب نے پڑھا۔

۱۲ نومبر کو ہی نازیہ وحید بنت محترم ڈاکٹر عبدالوحید (ہومیو) کی شادی کی تقریب دارالسلام، ۵ عثمان بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور میں منعقد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے باہم محبت و مروت اور بابرکت ثابت کرے۔ آمین!

دعا

محترم مولانا عبدالمنان عمر صاحب خلف الرشید حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب گذشتہ دو ماہ سے پیٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے اور اس وجہ سے ان کو ہسپتال میں بھی داخل ہونا پڑا لیکن اب خدا کے فضل سے ان کی صحت بہتر ہے اور ہسپتال سے گھر آ چکے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

www.aaiil.org

محترم بزرگ مولوی محمد علی صاحب بدستور بیمار ہیں۔ گو پہلے سے صحت قدرے بہتر ہے لیکن ابھی کمزوری بدستور ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

○ وفات

لاہور میں ہمارے محترم بھائی چوہدری نذیر احمد صاحب ایکسین' ایل ڈی اے' ۶۵ سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے ۲۷ اکتوبر کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کی نیک دل بیوی اور انتہائی خدمت گذار اور قابل فرزندگان فواد نذیر اور عثمان عزیز کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تعزیت کے لئے پتہ: بیگم چوہدری نذیر احمد صاحب۔ ۲۲۱ جے' فیز II' جوہر ٹاؤن' لاہور۔

محترم بھائی خواجہ ضیاء الحق طاہر صاحب ایڈووکیٹ لاہور کے جواں سال فرزند اور محترم عبدالحفیظ بٹ صاحب مرحوم کے پوتے ڈاکٹر طیب طاہر احمد امریکہ میں ایک حادثہ میں ۱۴ نومبر کو وفات پا گئے۔ ان کی میت لاہور لائی گئی اور احمدیہ قبرستان دارالسلام لاہور میں سپرد خاک کی گئی۔ ان کے متعلق تعزیتی مضمون از کیپٹن عبدالسلام صاحب خبرنامہ کے اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعزیت کے لئے پتہ: خواجہ ضیاء الحق طاہر صاحب ایڈووکیٹ' ا۔ طیب پارک ایجوکیشن ٹاؤن نزد ملتان چنگی واحدت روڈ' لاہور۔

محترم و مکرم بزرگ مولوی عبدالرؤف کھوکھر صاحب عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ ۲۱ نومبر کو وہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم ایک عرصہ تک ہفتہ وار اخبار "پیغام صلح" کے مدیر رہے۔ مرحوم نہایت مخلص اور مرنجا مرنج شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے بچوں اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیت کے لئے پتہ: ڈاکٹر عبدالوحید (ہومیو) ۵ عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور

○ آہ! جواں مرگ طیب طاہر بٹ از کیپٹن عبدالسلام خان

کل بروز جمعہ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۹۹ء بوقت عصر جب عزیزم طاہر طیب بٹ کو "دارالسلام" قبرستان میں اپنے دادا عبدالحفیظ بٹ صاحب مرحوم (ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول' بدو ملہی) کے پہلو میں دفنایا جا رہا تھا تو یادوں کے جھونکے دماغ کی سکرین پر طرح طرح کے نقوش بنا رہے تھے۔ محترم عبدالحفیظ بٹ صاحب مرحوم کے خاندان سے ساٹھ سالہ تعلق ...... کچھ بدو ملہی کی یادیں ...... کچھ مرحوم طیب طاہر کے زمانہ طالب علمی کے تاثرات ...... کچھ مرحوم کی امریکہ میں زندگی کے شنیدہ حالات ..... اور سب سے زیادہ جو خیال دماغ میں موجزن تھا وہ یہ تھا کہ اس خاندان کا ایک گل جو انتخاب بہار تھا دست قدرت نے ہم سے چھین لیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا شعر بھی شعور کی سکرین پر نمودار ہوا جو عمر کی ترمیم کے ساتھ عرض ہے:

"برس تھے پینتیس اور کچھ مہینے کہ اس کے رب نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر!"

ایسے قیامت خیز ہوشربا حادثاتی اموات کے موقعہ پر انسان قدرتی طور پر موت و حیات کے موضوع پر سوچتا ہے۔ میری سوچ میں سب سے پہلے جو قرآنی آیات ابھریں وہ دو تھیں: **کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام** (۵۵:۲۷) (ہر چیز جو روئے زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے' تیرے رب کی ذات باقی رہتی ہے جو جلال اور عزت والی ہے) اور دوسری آیت جو ذہن میں آئی وہ ہے: **تبرک الذی بیدہ الملک و ھو علی کل شیء قدیر۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا و ھوالعزیز الغفور** (۶۷:۱'۲) (وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ غالب اور بخشنے والا ہے)

یقیناً طیب طاہر زندگی اور موت دونوں آزمائشوں پر پورا اترا۔ زندگی ایسے جیا جیسے ایک مومن کو جینی چاہئے۔ تقویٰ کی باریک راہوں کو مدنظر رکھ کر زندگی کی راہوں کو طے کیا۔ اس کے والد صاحب محترم خواجہ ضیاء الحق طاہر بٹ صاحب ایڈووکیٹ کا کہنا ہے کہ امریکہ جیسی مادہ پرست سوسائٹی میں مرحوم کی اسلامی زندگی روشنی کا ایک مینار تھی۔ پابند صوم و صلوٰۃ اور اوامر و نواہی اسلام پر سختی سے کاربند رہا۔ بچوں کی تعلیم کی انشورنس پالیسی خریدنے کی تجویز اس لئے مسترد کر دی کہ اس میں سود کا شائبہ تھا۔ خاکساری اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ اگرچہ مرحوم امریکہ کی میڈیکل کی اعلیٰ ترین ڈگری ڈپلومیٹ آف دی امریکن بورڈ حاصل کر چکا تھا مگر نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ بلکہ وصیت کی کہ اول تو میری قبر پر کتبہ نہ لگایا جائے اور اگر لگایا بھی جائے تو صرف نام لکھا جائے۔ بجائے تابوت کے فقط کفن میں لپیٹ کر قبر میں لٹا دیا جائے۔ مرحوم رویا صادقہ کی نعمت سے بھی مالا مال تھا۔ مثلاً مرحوم کو اپنے ایک امریکن ساتھی ڈاکٹر کے متعلق خواب میں بتایا گیا کہ وہ فلاں مرض میں مبتلا ہیں حالانکہ بظاہر اس بیماری کی کوئی علامات موجود نہ تھیں۔ مگر جب میڈیکل ٹیسٹ کروائے گئے تو بیماری کی موجودگی کا پتہ چلا۔ اسی طرح مرحوم کو خواب میں نظر آیا کہ مرحوم کے فوت شدہ سسر انہیں ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہاں بہت گولیاں چل رہی ہیں آؤ میں تمہیں امن کی جگہ لے چلوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خواب کے نتیجہ میں اسے اپنا حادثاتی موت کا قبل از وقت علم ہو چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے ماں کے دونوں گھٹنوں کا بیک وقت آپریشن کروایا حالانکہ ڈاکٹروں کا مشورہ تھا کہ ایک ایک گھٹنے کا علیحدہ علیحدہ آپریشن کیا جائے مگر مرحوم نے کہا "میرے پاس اتنا وقت نہیں!" وفات سے پانچ دس روز قبل اپنے والد کو بچوں کے "ڈایپر" Diaper تبدیل کرنے کا طریقہ بھی سکھایا۔

تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اڑنے سے پیشتر ہی میرا رنگ زرد تھا

مرحوم کے دفنانے کے وقت اس کے والد طاہر بٹ صاحب نے صبر و رضا کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ میرے جیسے دور کے تعلق والے انسان کے دماغ میں بھی غالب کے یہ دو اشعار گھوم رہے تھے:

اے فلک پیر! جواں سال تھا عارف — جاتا تیرا کیا جو وہ نہ مرتا کوئی دن اور
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے — کیا خوب قیامت کا بھی ہے گویا کوئی دن اور

سچ پوچھیں تو اس خاندان پر گویا قیامت گزر گئی۔ تمام حاضرین جنازہ کی آنکھیں نمناک اور دل غم زدہ تھے۔ جو جگہ والد طاہر بٹ صاب نے اپنے والد کے پہلو میں اپنے لئے رکھی ہوئی تھی اس جگہ وہ اپنے لخت جگر کو دفنا رہے تھے اور لخت جگر بھی وہ جو اکلوتا بیٹا تھا! مگر طاہر بٹ صاحب کے صبر و رضا کو دیکھ کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نمونہ یاد آ گیا کہ ادھر چہیتے بیٹے مبارک احمد کو دفن کیا جا رہا تھا اور ادھر حضور اپنے دوستوں کو صبر و رضا کے باریک رموز سمجھا رہے تھے۔ گویا بزبان حال کہہ رہے تھے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مرحوم کی تاریخ پیدائش ۲۵ جنوری ۱۹۶۴ء ہے اور مرحوم کی وفات شکار کے دوران حادثہ کے نتیجہ میں ۱۴ نومبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار امریکہ میں واقع ہوئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ قبرستان سے لوٹا تو دو شعر اور ذہن میں ابھرے:

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
صورتیں کیا خاک میں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

دوسرا علامہ اقبال کا وہ شعر جو انہوں نے اپنی والدہ کی وفات کے موقعہ پر کہا تھا۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

اور اسی نظم کا آخری شعر تو مرحوم پر صادق آتا ہے:

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

○ محترم مولانا راجہ محمد بیدار صاحب کا سرینام' جنوبی امریکہ سے تازہ خط

محترم مولانا راجہ محمد بیدار صاحب نے اپنے دو خطوط مورخہ ۲۲ ستمبر اور ۱۱ اکتوبر ۹۹ء میں سرینام۔ جنوبی امریکہ میں اپنی تبلیغی سرگرمیاں کا ذکر کیا ہے۔ پارہ ماریبو کی مرکزی مسجد میں نماز عشاء کے بعد درس قرآن مجید دیتے ہیں۔

اسلامک سینٹر کی نئی عمارت میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ہربدھ اور جمعرات کو درس قرآن مجید اور سوال و جواب ہوتے ہیں۔ ایک یہودی خاتون محترمہ کیتھرین آج کل اسلام پر معلومات حاصل کر رہی ہیں۔ محترمہ دو سال تک ہندوستان میں رہ چکی ہیں۔ ہندی زبان لکھ اور پڑھ سکتی ہیں۔ شہر پسوامانیکا کی مسجد "حقیقت اسلام" میں جمعہ کو درس قرآن مجید ہوتا ہے۔

○ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور حافظ محمد حسن چیمہ

چوہدری محمد حسن چیمہ گجرات کے نامور وکیل' دانشور اور جماعت احمدیہ (لاہوری گروپ) گجرات کے امیر تھے۔ علامہ سے رسم و راہ تھی۔

محمد حسن ۱۸۹۶ء کو کلاچور متصل جلالپور جٹاں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام پیر نیک عالم تھا جو پنجابی کے نامور شاعر تھے۔ ان کا آبائی گاؤں "موہلہ" متصل کٹھالہ تھا جہاں سے پیر نیک عالم ہجرت کر کے کلاچور آ گئے تھے۔

حافظ صاحب کی ابتدائی تعلیم جلالپور جٹاں میں ہوئی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ دوران تعلیم احمدیوں کی لاہوری جماعت سے متاثر ہو کر اس میں داخل ہو گئے اور نہایت سرگرمی سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۲۳ء کے لگ بھگ گجرات کچہری میں پریکٹس شروع کی اور جلد ہی اپنی خداداد صلاحیتوں اور متاثر کن شخصیت کی وجہ سے ان کا شمار نامور وکلاء میں ہونے لگا۔

حافظ صاحب بہت ذہین' حاضر جواب' بذلہ سنج اور وسیع المطالعہ شخص تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ یادداشت بلا کی تھی۔ آیات قرآنی اور احادیث کا حوالہ فوراً دیتے۔ طبیعت باغ و بہار قسم کی تھی جہاں بیٹھتے محفل زعفران زار بن جاتی۔ اردو' پنجابی اور فارسی پر عبور تھا۔ عربی بھی جانتے تھے۔ طویل عرصہ تک "نوائے وقت" میں "خیالات پریشاں" کے عنوان سے کالم لکھتے رہے۔

لاہوری جماعت کے نہایت سرگرم رکن اور مبلغ تھے۔ تبلیغی دوروں پر بیرون ملک بھی جاتے رہے۔ ان کی بیگم زینب حسن ("عین جی") سماجی خدمت میں پیش پیش رہتی تھیں۔ گجرات میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے انہوں نے بہت کام کیا۔

چیمہ صاحب نے ۱۹۷۱ء کے قریب وفات پائی اور قبرستان بھٹیاں (گجرات) میں دفن ہوئے۔

مارچ ۱۹۳۲ء میں حافظ محمد حسن کے چھوٹے بھائی محمد احسن نے علامہ کو ایک خط لکھا۔ جواب میں علامہ نے لکھا۔

"میں آپ کے بھائی صاحب سے بخوبی واقف ہوں۔ وہ نہایت نیک نفس آدمی ہیں"۔ (اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۳۰)
حافظ محمد حسن کی علامہ سے پہلی ملاقات ۱۹۱۹ء کے آس پاس اس وقت ہوئی جب وہ لاہور میں زیر تعلیم تھے۔ اس کے بعد جب حافظ صاحب نے گجرات میں پریکٹس شروع کی تو جلد ہی ان کا شمار نامور وکلاء میں ہونے لگا۔ ۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء کے لگ بھگ راجہ حسن اختر (۱۹۰۱۔ ۱۹۶۴ء) جو علامہ کے قریبی احباب میں سے تھے بطور مجسٹریٹ گجرات تعینات ہوئے۔ جلد ہی راجہ صاحب اور حافظ صاحب میں دوستانہ مراسم استوار ہو گئے اور انہی کی وساطت سے حافظ صاحب کی علامہ سے دوسری اور باقاعدہ ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد بھی کبھی کبھار ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دینے کے بعد مئی ۱۹۳۵ء میں علامہ نے Qadianis and Orthodox Muslims کے عنوان سے ایک مفصل بیان دیا جو تمام اخبارات نے شائع کیا۔ قادیانیت سے متعلق ان کا یہ بیان بہت اہم تھا۔ چند روز بعد انہوں نے ایک اور بیان کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ پھر جنوری ۱۹۳۶ء میں "اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا۔ اسی طرح علامہ کے دوستوں نے بھی قادیانیت کے خلاف بھرپور مضامین رقم کئے۔ انہی حملوں کے جواب میں حافظ محمد حسن چیمہ نے قادیانیت کے حق میں چند مضامین لکھ کر ہفت روزہ "لائٹ" میں چھپوائے۔ علامہ کی خدمت میں بھی یہ مضامین ارسال کئے گئے۔ چنانچہ علامہ نے راجہ حسن اختر کی معرفت حافظ محمد حسن کو بلایا اور انہیں بتایا کہ ان (علامہ) کے نقطہ نظر کا اطلاق کاملاً" لاہوری گروپ پر نہیں ہوتا (جس سے حافظ صاحب تعلق رکھتے تھے) بلکہ دوسرے گروپ پر ہوتا ہے۔ اس کے بعد کوئی ملاقات ہوئی یا نہیں، کچھ کہنا مشکل ہے۔ (اقبال اور گجرات از ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ۔ سلیچ پبلیکیشنز۔ گجرات صفحات: ۲۶۲، ۲۶۳)

○ حضرت مولانا محمد علی صاحب مفسر قرآن و مفکر اسلام کی کتاب "لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد" سے ایک باب کو انگلستان کی ملٹن کینز اوپن یونیورسٹی نے مذاہب عالم کی نصابی کتاب میں شامل کر لیا

گذشتہ سال نومبر میں انگلستان کی ملٹن کینز اوپن یونیورسٹی نے مذاہب عالم پر ایک ضخیم کتاب "دی ورلڈ ریلیجنز ریڈر" کے نام سے شائع کی ہے۔ جو ۴۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تمام مذاہب پر مبسوط طریق پر مواد اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو اسی یونیورسٹی کے مطالعہ مذاہب کے شعبہ کے ایک رکن پروفیسر گوویلم بیکر لیگ نے مرتب کی ہے۔ اس کتاب میں دنیا کے چھ بڑے مذاہب یہودیت، عیسائیت، اسلام، ہندومت، بدھ مت اور سکھ مذہب سے متعلق تعلیمات اور دیگر اہم پہلوؤں پر مواد مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب انگلستان کے علاوہ امریکہ اور کینیڈا سے بھی شائع ہوئی ہے۔ اسلام کے حصہ میں مرتب نے ایک باب حدیث یا سنت کا باندھا ہے اس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کی معروف کتاب "لونگ تھاٹس آف پرافٹ محمد" میں سے مختلف موضوعات پر درج شدہ احادیث کو اکٹھا کیا ہے۔ یہ کتاب انگلستان کی مشہور زمانہ ناشر ادارہ کیسل اینڈ کمپنی نے لونگ تھاٹس سیریز کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب سے لکھوا کر ۱۹۴۷ء میں شائع کی تھی۔ بعد میں اس کتاب کے ایڈیشن امریکہ اور پاکستان سے جماعت شائع کر چکی ہے۔ اس کتاب کے تراجم عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ مذکورہ کتاب کی

جن احادیث کو ملٹن کینز اوپن یونیورسٹی نے اپنی کتاب میں شائع کیا ہے ان کا اردو ترجمہ حضرت مولانا کی کتاب "زندہ نبی کی زندہ تعلیم" سے جو حضرت مولانا کی زندگی میں شائع ہوئی تھی۔ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ ملٹن کینز اوپن یونیورسٹی کی اس کتاب پر تفصیلی تبصرہ رسالہ "پیغام صلح" کے نومبر' دسمبر کے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث یا سنت

"ہر ایک انسان کا بچہ جو پیدا ہوتا ہے وہ فطرت انسانی یا سچے مذہب پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں" (بخاری ۲۳:۸۰)

"دوزخ پر ایک وقت آئے گا کہ یہ اس کھیت کی طرح ہو گا جس کا غلہ کاٹ لیا گیا ہے۔ اور وہ ایک وقت تک سرسبز رہنے کے بعد خشک ہو گیا ہے۔" (کنز العمال)

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

"مجھے بتاؤ کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے سامنے نہر بہہ رہی ہو۔ جس میں وہ پانچ دفعہ دن میں نہائے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی۔"

لوگوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے فرمایا:

"یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ (انسان کے دل) کی ہر قسم کی کمزوریوں کو دھو دیتا ہے۔" (بخاری ۹:۶)

"جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ تو وہ گویا اپنے خدا کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے۔" (بخاری ۹:۸)

"خدا کی عبادت اس طرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھتا۔ تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔" (بخاری ۲:۳۷)

"جس شخص کو اپنے بھائی کی حاجت کی فکر ہو۔ اللہ کو اس کی حاجت کی فکر ہوتی ہے اور جو کوئی ایک مسلمان کی مصیبت کو دور کرتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن کے مصائب میں سے اس کی ایک مصیبت دور کر دے گا۔" (بخاری ۴۶:۳)

"تو مومنوں کو دیکھے گا کہ وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے ایک دوسرے سے محبت کرنے میں ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ جس کے ایک حصہ میں کوئی دکھ ہو تو سارے جسم میں دکھ ہوتا ہے۔" (بخاری ۷۸:۲۷)

"تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت رکھا ہے سو جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت

ہے اسے چاہیے کہ وہ جو خود کھاتا ہے اسی سے اسے کھانا کھلائے اور جو خود کپڑے پہنتا ہے اسی سے اسے کپڑا پہنائے اور ان پر ایسا کام نہ ڈالو جو ان کو مغلوب کر دے اور اگر تم ان سے مشقت کا کام لو تو اس کے کرنے میں انہیں مدد دو۔" (بخاری ۲:۳۴)

"جو شخص بیوہ عورت اور مسکین کا کچھ کام کرتا ہے وہ اس کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا جو رات کو عبادت کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔" (بخاری ۶۹:۱)

"میں اور وہ شخص جو یتیم کی ذمہ داری لیتا ہے بہشت میں ان دو (انگلیوں) کی طرح ہونگے" یہ کہہ کر اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی سبابہ اور درمیانی انگلی سے (بخاری ۷:۲۴)

"خدا اس پر رحم نہیں کرتا۔ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔"

"وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔" (مشکوٰۃ ۲۴:۱۵)

بے زبانوں پر رحم

انسانوں کیلئے ہی نہیں پیغمبر خداؐ کے دل میں جانوروں کے لئے بھی رحم تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

"بے زبان جانوروں کے معاملہ میں اللہ کا تقویٰ کرو۔ ان پر سواری کرو جب وہ اچھی حالت میں ہوں اور ان کو بطور خوراک استعمال کرو جب وہ اچھی حالت میں ہوں۔" (ابو داؤد ۱۵:۴۳)

"صدقہ ہر مسلمان پر واجب ہے۔" (بخاری ۵۶:۷۳)

آپؐ نے صدقہ اور خیرات کے مفہوم میں اس قدر وسعت پیدا کی کہ اس سے زیادہ خیال میں نہیں آ سکتا۔ فرمایا:

"ہر دن انسان کی انگلیوں کی ہر ہڈی پر صدقہ ہے۔ ایک شخص دوسرے کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دیتا ہے۔ یہ صدقہ ہے۔ ہر اچھی بات ایک صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کی طرف جانے کے لئے اٹھاتا ہے۔ صدقہ ہے۔" (مشکوٰۃ ۶:۸)

"اپنے بھائی کو کشادہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔"

"ہر اچھا عمل ایک صدقہ ہے اور یہ کہ تو اپنے بھائی کو کشادہ پیشانی سے ملے یا اپنے ڈول سے اس کے برتن میں پانی ڈال دے ایک اچھا عمل ہے۔" (مشکوٰۃ ۶:۶)

سچ بولنے کی تعلیم

صادق ہونے کے لحاظ سے خود اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر آپؐ نے اخلاق کی تعمیر میں سب سے پہلے جس چیز پر

زور دیا وہ یہ تھی کہ سچ بولیں۔ فرمایا:۔

"سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق بن جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔" (بخاری ۷۸:۶۹)

"سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہہ دی جائے۔" (مشکوۃ ۱۷)

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرضوں کو ٹھیک وقت پر ادا کرتے ہیں۔"

"جو کوئی اس نیت سے قرضہ لیتا ہے کہ اس کو وقت پر واپس ادا کردے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ادائیگی کا سامان کردیتا ہے اور جو کوئی اس نیت سے قرضہ لیتا ہے کہ اسے ضائع کردے اللہ اسے برباد کردیتا ہے۔" (بخاری ۴۳:۳)

"آسودہ حال آدمی کے لئے قرضہ کی ادائیگی میں التوا کرنا ناانصافی ہے۔" (بخاری ۴۳:۱۲)

"جس شخص کے پاس قرضہ کی واپسی کے ذرائع ہیں وہ اگر ادائیگی میں التوا کرے تو اس کو سزا دینا جائز ہے۔" (بخاری ۴۳:۱۳)

"اگر مقروض تنگی کی حالت میں ہے تو قرضہ کی ادائیگی کو اس وقت تک ملتوی کیا جائے جب وہ ادا کرنے کے قابل ہو اور اگر تم اسے صدقہ کے طور پر چھوڑ ہی دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔" (۲:۳۸)

"کوئی شخص اس سے بہتر روٹی نہیں کھاتا جو وہ اپنے ہاتھ سے کام کرکے کھاتا ہے" (بخاری ۳۴:۱۴)

"خدا نے کسی کو پیغمبر نہیں بنایا مگر اس نے بکریاں چرائیں"۔

اور جب آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپؐ نے بھی بکریاں چرائیں تو فرمایا:۔

"ہاں میں بھی چند پیسوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔" (بخاری ۳۷:۲)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین شخص ہیں جن سے میں قیامت کے دن ایک فریق مخالف کی طرح باز پرس کروں گا۔ ایک وہ شخص جو میرے نام سے ایک وعدہ کرتا ہے پھر اسے پورا نہیں کرتا اور ایک وہ شخص جو ایک آزاد شخص کو بیچتا اور اس کی قیمت کھا جاتا ہے اور وہ شخص جو ایک نوکر کو ملازم رکھتا ہے اور اس سے وہ محنت کا کام لے لیتا ہے جو اس نے لینا کیا ہے پھر اس کی اجرت اسے ادا نہیں کرتا۔" (بخاری ۳۴:۱۰۶)

"سچا امین تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہے۔" (ترمذی ۱۲:۴)

"اللہ اس پر رحم کرتا ہے جو جب خریدتا ہے، بیچتا ہے یا اپنا حق طلب کرتا ہے تو فیاضی سے کام لیتا ہے۔" (بخاری ۳۴:۱۶)

"اگر معاملہ کرنے والے دونوں فریق سچ بولیں اور (عیب) کو ظاہر کردیں تو ان کے معاملہ میں برکت دی جائے

گی۔ اور اگر وہ (عیب) کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے معاملہ میں بے برکتی ہو گی۔" (بخاری ۳۴:۱۹)

"قسمیں کھانے سے چیز بک جاتی ہے مگر اس کے اندر سے برکت دور کر دی جاتی ہے۔" (بخاری ۳۴:۲۶)

"کوئی مسلمان نہیں جو درخت لگائے یا زمین کی زراعت کرے پھر اس سے پرند یا کوئی انسان یا جانور کھائے تو اس کی طرف سے ایک صدقہ ہو گا۔" (بخاری ۴۱:۱)

"جو شخص ایسی زمین کو زراعت کے نیچے لاتا ہے جو کسی دوسرے کی ملکیت نہیں اس کا حق اس پر فائق ہے۔" (بخاری ۴۱:۱۵)

جن لوگوں کے پاس زمین کے وسیع قطعات تھے جو وہ خود زیر کاشت نہیں لا سکتے تھے۔ انہیں یہ ترغیب دی گئی کہ وہ دوسروں کو زراعت کے لئے بغیر معاوضہ دے دیں۔

"اے نوجوانوں کے گروہ! جو شخص تم میں سے یہ طاقت رکھتا ہے کہ بیوی کو گزارہ دے سکے اسے چاہیے کہ نکاح کرے یہ بہترین ذریعہ ہے کہ انسان کی نگاہیں نیچی رہیں اور اس کی عفت محفوظ رہے اور جسے یہ طاقت نہیں اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اس سے اس کی شہوات دبی رہیں گی۔" (بخاری ۶:۸)

"جو شخص نکاح کرتا ہے وہ اپنے نصف دین کی تکمیل کرتا ہے۔"

"تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے ان کے متعلق جن کی نگرانی اس کے سپرد کی گئی ہے۔ باز پرس ہو گی۔ بادشاہ ایک حاکم ہے اور مرد اپنے گھر کے لوگوں پر حاکم ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے۔" (بخاری ۶۷:۹۱)

"تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیری روح کا تجھ پر ایک حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر ایک حق ہے۔" (بخاری ۶۷:۹)

"حلال چیزوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔" (ابو داؤد)

"تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہو گی۔ بادشاہ ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا۔ خاوند اپنے گھر میں ایک حاکم ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق سوال ہو گا۔ بیوی اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے۔ اور اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا جو اس کے گھر میں ہیں۔ ملازم ایک حاکم ہے جو کام اور سامان اس کے سپرد کیا گیا ہے اس سے اس کے متعلق سوال ہو گا۔" (بخاری ۱۱:۱۱)

"سننا اور فرمانبرداری کرنا لازم ہے جب تک کہ خدا کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے جب حاکم کی طرف سے خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے۔ تو اسے نہ سنا جائے اور نہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔" (بخاری ۵۶:۱۰۸)

ضرورت کے پیدا ہونے پر نئے قوانین بنانا

قرآن کا قانون سب سے اوپر تھا مگر ضرورت کے وقت نئے قانون بنانے کی اجازت تھی صرف اس شرط سے کہ خدا اور رسولؐ کے حکم کے خلاف نہ ہوں۔ جب معاذ کو یمن کا گورنر بنایا گیا تو پیغمبر خداؐ نے ان سے دریافت کیا کہ کس طرح فیصلہ کرو گے۔ حضرت معاذ نے کہا۔ "قرآن کے مطابق" تب آپؐ نے پوچھا۔ "لیکن اگر قرآن میں تمہیں ایک معاملہ کے متعلق کوئی ہدایت نہ ملے۔" حضرت معاذ نے کہا۔ "پھر پیغمبر خدا کی سنت کے مطابق۔" تب آپؐ نے دریافت کیا کہ اگر وہاں بھی تمہیں ہدایت نہ ملے۔ حضرت معاذ نے کہا۔ "پھر میں اپنی رائے کو کام میں لاؤں گا اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔" پیغمبر خدا نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ "سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو اپنے پیغمبر کے ایلچی کو جس طرح چاہے ہدایت کرے۔" (ابو داؤد ۲۳:۱۱)

"میری امت کے صلحاء کو اکٹھا کرو اور کسی معاملہ کا فیصلہ ان کے مشورہ سے کرو اور اکیلے آدمی کی رائے سے فیصلہ نہ کرو۔"

"کوئی قوم کبھی مشورہ نہیں کرتی مگر ان کو صحیح رستے کی طرف ہدایت مل جاتی ہے۔"

"تمہیں حکم کی فرمانبرداری کرنی ہو گی خواہ ہم پسند کریں یا ناپسند کریں اور خواہ ہم پر فراخی کی حالت ہو یا تنگی کی حالت ہو' اور کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ جنہیں حکومت سپرد کی ہے جھگڑا نہ کریں گے (آپؐ نے فرمایا) سوائے اس کے کہ تم کھلا کفر دیکھو۔ جس میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو۔" (بخاری ۹۳:۲)

"سب سے اعلیٰ درجہ کا جہاد یہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہی جائے (مشکوۃ ۱۷)

○ البانیہ میں تحریک احمدیہ لاہور کے لٹریچر کے ترجمہ اور تقسیم کے لئے مختلف تنظیموں کا تعاون
پرافٹ آف اسلام از حضرت مولانا محمد علی کی نوے ہزار کاپی کی اشاعت
محترمہ ثمینہ ساہو خان کا البانیہ کے کامیاب دورہ کی مختصر رپورٹ

یونان کے النور فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر انواری صاحب نے مجھے البانیہ دورہ کرنے کی دعوت دی تاکہ وہاں البانوی مسلمان لیڈروں سے میری ملاقات ہو اور وہاں اسلامی لٹریچر کی ضرورت کا جائزہ لیا جا سکے۔

میں کولمبس' امریکہ سے ۲۶ اکتوبر کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئی۔ شکاگو اور فرینکفرٹ میں جہاز تبدیل کر کے ۲۸ اکتوبر کو ایتھنز' یونان پہنچ گئی۔ دوسرے دن ڈاکٹر انواری اور ان کی سیکرٹری محترمہ کیرینہ صاحبہ اور میں ایتھنز سے البانیہ کے دارالخلافہ تیرانہ کے لئے روانہ ہوئے۔ تیرانہ کے ہوائی اڈہ پر البانیہ کے مسلمانوں کے مذہبی رہنما جناب بجار احمد ملا ہی نے ہمارا استقبال کیا۔ بجار صاحب کو تنظیم کے چیئرمین جناب ایچ حافظ صابری کوچی صاحب نے ہمارے استقبال کے لئے بھیجا تھا کیونکہ وہ خود دو روز قبل دل کے دورہ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل تھے۔ جب ہم ان کی عیادت کے لئے ہسپتال پہنچے تو معلوم ہوا کہ علاج معالجہ کے بعد ان کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم ان کے گھر گئے۔ گفتگو کے دوران میں نے محسوس کیا کہ وہ ایک نہایت مخلص اور بڑے

روحانی شخص ہیں۔ جب ملک میں کمیونسٹوں نے حکومت سنبھال لی تو کوچی صاحب کو قید کر دیا گیا اور وہ ۲۹ سال تک قید میں رہے لیکن جب ۱۹۸۹ء میں کمیونسٹ حکومت کا زوال ہوا تو ان کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ قید کے دوران ان سے جبراً کانوں میں مزدوری کروائی گئی جس سے ان کے ہاتھ مستقل طور پر مفلوج ہو گئے ہیں۔ ان کی قید کے دوران ان کی بیوی اور بیٹی کو سخت مشکلات کا سامنا رہا اور گزر اوقات کے لئے ان کو سخت ترین مزدوری کرنا پڑی یہاں تک کہ پتھر اٹھانے کا بھی کام کیا۔ گفتگو کے دوران حافظ ملاہی صاحب نے بتایا کہ قید میں جبکہ وہ سخت بددل ہو گئے تھے اور ان کو ذلت آمیز مزدوری کے کام کرنے پڑتے تھے۔ ان کو ایک غیبی آواز سنائی دی "کیا تم حضرت یوسفؑ سے بہتر ہو" اس کے بعد سے ان کے دل کو ایک خاص اطمینان حاصل ہو گیا اور ان کے دل میں کبھی مایوسی یا پژمردگی پیدا نہ ہوئی۔

ملاہی صاحب حضرت مولانا محمد علی صاحب کے متعلق کافی جانتے تھے اور ان کے کام سے بے حد متاثر تھے۔ اسی لئے انہوں نے ہماری کتب اور لٹریچر کو پھیلانے میں بھرپور تعاون کی پیشکش کی۔

دوسرے دن جناب صباح الدین کو درہ صاحب جنکا تعلق ایک دوسری مسلمان تنظیم لائف اینڈ سائنس فاؤنڈیشن سے تھا ہم سے ملنے ہوٹل آئے۔ اس فاؤنڈیشن کے چیئرمین ایک فلسطینی مسلمان جناب عبداللطیف صالح صاحب ہیں۔ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی لیکن محترم جناب صباح الدین کو درہ صاحب نے ہمیں ان کے مرکز کو دیکھنے کے لئے بعد از دوپہر کا وقت دیا۔ اس دن جمعہ کا دن تھا چنانچہ ہم بجار ملاہی صاحب کے ساتھ البانوی مسلمانوں کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے گئے۔ یہ مسجد ہوٹل سے بھی نظر آتی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور علاقہ میں صرف یہی ایک مسجد ہے جس کے مینارے اب تک محفوظ ہیں۔ تیرانہ میں کئی صد مساجد تھیں جن کے میناروں کو کمیونسٹ حکومت نے مسمار کر دیئے تھے اور ان مساجد کو سماجی مراکز میں تبدیل کر دیا گیا تھا جہاں ناچ گانا اور شراب کی محفلیں ہوتیں۔ اس دن مسجد میں ۲۰۰ سے ۳۰۰ افراد موجود تھے۔ عورتوں کے لئے اوپر کی منزل میں الگ جگہ تھی اور اس تک جانے کے لئے تنگ سیڑھیاں تھیں۔ تقریباً ۵۰ خواتین اس تنگ جگہ میں جمعہ کی نماز کے لئے موجود تھیں۔

دوپہر کے بعد لائف اینڈ سائنس فاؤنڈیشن کے محترم صباح الدین کو درہ جو پیشہ کے لحاظ سے انجینئر ہیں اور فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی ہیں انہوں نے اس جگہ تعلیم و تربیت کے کورسز اور دیگر انتظامات دکھائے۔ اس سکول میں دینی تعلیم کے علاوہ کمپیوٹر کی کلاسز کا انتظام بھی تھا۔

ہم نے اپنی شائع شدہ کتب کا ایک سیٹ ان کی لائبریری کے لئے دیا اور ان سے اس لٹریچر کے ترجمہ' اشاعت اور تقسیم کے انتظامات کے متعلق گفتگو کی۔ جناب کو درہ صاحب نے البانوی زبان میں ہمارے لٹریچر کے ترجمہ' طباعت اور اشاعت کے بارے میں بڑی گرمجوشی کا اظہار کیا اور اپنی تنظیم کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ جناب کو درہ صاحب نے ترجمہ کے سلسلہ میں تیرانہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر رفیق خدیجہ کا نام تجویز کیا۔ البانوی مسلمانوں کی یہ تنظیم پہلے ہی اس مترجم کو امریکہ کی بوسٹن یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظیفہ دینے کی سفارش کر چکی ہے۔

میں نے ڈاکٹر رفیق خدیجہ سے رابطہ قائم کیا۔ اسی شام وہ مجھے ملنے آ گئے۔ میں نے ان کو انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی مطالعہ کے لئے دی۔ چار گھنٹوں کے بعد انہوں نے فون پر مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ قرآن مجید کا یہ ترجمہ عربی متن سے قریب ترین ہے اور یہ ان کی عزت اور خوش نصیبی ہو گی اگر اس کے ترجمہ کے کام کو ان کے سپرد کیا جائے۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ دو سال کے عرصہ میں وہ اس کام کو مکمل کر سکیں گے۔

میں نے انہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا مشہور لیکچر ٹیچنگز آف اسلام' حضرت مولانا محمد علی

صاحب کی بین الاقوامی شہرت کی کتاب "ریلیجن آف اسلام اور محترم نصیر احمد فاروقی صاحب کی کتاب "احمدیت ان دی سروس آف اسلام" بھی مطالعہ کے لئے دی۔ دوسرے دن انہوں نے فون پر بتایا کہ انہوں نے "ٹیچنگز آف اسلام" کے چالیس صفحات پڑھ لئے ہیں اور اس خیال کا اظہار کیا کہ دو سال کے دوران جبکہ وہ قرآن مجید کے ترجمہ میں مشغول ہوں گے اس وقت تک ان کتب کے ترجمہ کو معرض التوا میں ڈالے رکھنا درست نہ ہو گا۔ اس لئے ان کی کوشش ہو گی کہ وہ ان کتب کو ترجمہ کرنے کے لئے کسی اور اچھے مترجم کو تلاش کریں اور خود اس ترجمہ کی چیکنگ اور پروف ریڈنگ کے کام کی نگرانی کریں گے۔ انہوں نے اس ارادے کا بھی اظہار کیا کہ قرآن مجید کے ترجمہ کو شروع کرنے سے پیشتر وہ "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" کے ترجمہ کے کام کو دو ہفتوں میں مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے خاص فضل سے ایک نہایت قابل مترجم اتنی آسانی سے مل گیا۔

اس سے اگلی صبح ہم البانوی اسلامی جمعیت کے مرکز گئے وہاں اس مرکز کے صدر علی موسیٰ باشا صاحب اور نائب صدر جناب سلیم ستافہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جناب سلیم صاحب اس مرکز کے مفتی بھی ہیں۔ ان کے علاوہ مرکز کے جنرل سیکرٹری جناب صالح ٹی تیواری سے بھی ملاقات ہوئی۔ سب نے اپنا اپنا تعارف کروایا اور البانیہ میں مسلمانوں کی تاریخ اور واقعات سنائے۔ میں نے ان کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام' تحریک احمدیت اور اپنی جماعت کی تاریخ' عقائد اور اب تک کے اسلام کے متعلق خدمات کی تفصیل سے آگاہ کیا اور اس بات کو نہایت وضاحت سے بیان کیا کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعوئے نبوت ہرگز نہیں کیا اور یہ کہ ہم ختم نبوت پر مکمل طور پر یقین رکھتے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کے دیگر مکاتب فکر کی نسبت اس سلسلہ میں ہمارا موقف زیادہ واضح' جامع اور وسیع ہے جس کے ذریعہ رسول اکرم صلعم کی نضیلت اور شان کی صحیح طور پر ترجمانی ہوتی ہے۔ میں نے ان سے تحریک احمدیت لاہور اور خصوصاً حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی کتب کے تراجم اور ان کی اشاعت کے بارے میں تفصیل سے بات چیت کی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کو حضرت مولانا کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر قیمتی لٹریچر کے متعلق پہلے سے کافی علم ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ۱۹۳۰ء کے قریب "پرافٹ آف اسلام" کا البانوی زبان میں ترجمہ ہوا تھا اور جونہی کمیونسٹ حکومت کا البانیہ میں خاتمہ ہوا اس تنظیم کے صدر محترم علی موسیٰ باشا نے ۱۹۹۱ء میں اس کتابچہ کی ۹۰۰۰۰ کی تعداد میں کاپیاں طبع کروا کر مفت تقسیم کیں۔

میں نے ان کو بتایا کہ ہم اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی کا ترجمہ البانوی زبان میں کروا رہے ہیں اور اس طرح ان دونوں کتابچوں کا سیٹ لوگوں کو مطالعہ کے لئے دینا مفید رہے گا۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی ہماری جماعت البانیہ میں اپنی شاخ قائم کرے اور اس سلسلہ میں وہ ہم سے بھرپور تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ان کے اخلاص' جذبہ قربانی اور رواداری سے بے حد متاثر ہوئے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی کتب اور ان کی دینی خدمات دنیا میں اس قدر جانی اور پہچانی جاتی ہیں جب ہم دنیا کے مختلف علاقوں میں جاتے ہیں تو ہمیں اس کی قدر و منزلت کا علم ہوتا ہے۔ ہمیں اس کے لئے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ یہ قیمتی لٹریچر دنیا کے کونے کونے میں پہنچے۔

ہماری ملاقات نوجوانوں کی ایک تنظیم سے بھی ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے دو سو ممبر ہیں اور وہ انگریزی میں لٹریچر کے حصول کے لئے بے حد مشتاق ہیں۔ ان کا الحاق کسی تنظیم سے نہیں۔

اس کے بعد ہم ایتھنز واپس آ گئے۔ میں ڈاکٹر انواری صاحب کی بے حد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے بلقانی علاقوں میں اسلامی لٹریچر کے ترجمہ اور اس کی اشاعت کے کام کے لئے نہایت جوش اور جذبہ کا اظہار کیا اور اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا اور اپنا

قیمتی وقت دیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے اور اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ وہ جو کوششیں اور کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بار آور کرے۔ آمین!

○ محترم میاں فضل احمد صاحب کا برلن' جرمنی کے دورے کی مختصر رپورٹ

۱۸ اگست شام ۴ بجے برلن پہنچا۔ ٹیکسی لے کر مسجد پہنچا۔ ڈرائیور ایرانی تھا۔ انگریزی نہ سمجھتا تھا۔ البتہ فارسی جانتا تھا۔ ٹوٹی پھوٹی فارسی میں کچھ بات سمجھ آئی کہ مسجد کے امام چوہدری سعید احمد صاحب مجھے لینے ائرپورٹ گئے ہوئے ہیں۔ محترم عبدالسنتو صاحب مشن ہاؤس میں موجود تھے۔ کچھ دیر کے بعد سعید احمد صاحب بھی آ گئے۔

۷ بجے کے قریب جج ہورسٹ شیفر اور ان کی بیگم ملنے کے لئے آئے۔ ان دنوں وہ چھٹیوں پر آئے ہوئے تھے۔ دونوں مسجد کی مرمت کے کام میں کافی دلچسپی لیتے ہیں اور مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔

۱۹ اگست ہم صبح ۹:۳۰ بجے محکمہ آثار قدیمہ گئے۔ یہاں محترمہ سکوڈر اور محترمہ وینٹ لینڈ کو جو اس محکمہ کے اہم رکن ہیں ملنے کی غرض سے گئے لیکن یہ دونوں موجود نہ تھیں۔ ان کی سیکریٹریوں نے کہا شاید وہ ۱ بجے آ جائیں گے۔ ہم دوبارہ گئے اور ۱:۳۰ بجے تک انتظار کیا لیکن وہ نہ آئیں۔

اسی دوران ہم انجینئر لیم پریٹ کے پاس چلے گئے۔ ان سے کھل کر بات ہوئی جناب شیفر صاحب سے بھی تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ میں نے ان کو بتایا کہ مسجد کی مرمت کے سلسلہ میں گفتگو کے لئے لاہور سے آیا ہوں۔ انہوں نے جرمن زبان میں اس بارے میں کافی تفصیل سے گفتگو کی اور بتایا کہ دو ماہ بعد اکتوبر میں مینار کا کام مکمل ہو جائے گا اور یہ بھی بتایا کہ مسجد کی چھت میں ایک خاص جگہ سے پانی ٹپک رہا ہے جو اندر جا رہا ہے۔ اس کی مرمت کے لئے محکمہ کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

اس نے یہ بھی بتایا کہ امام کے گھر کی مرمت میں تقریباً ۷۰،۰۰۰ مارک خرچ ہوئے اس نے دو ایک رفاہی اداروں سے اس سلسلہ میں مدد حاصل کی اور اس کام کی نگرانی کی فیس چھوڑ دی تاکہ کسی طرح یہ کام مکمل ہو جائے۔

اب مکان کی بنیاد میں پانی اور سالٹ جا رہا ہے جس کا بند ہونا ضروری ہے اس پر ۳۰،۰۰۰ مارک خرچ آئیں گے۔ محکمہ کے پاس اس کے لئے فنڈز نہیں۔ شیفر صاحب نے اس کام کے لئے کئی رفاہی اداروں سے رقوم حاصل کرنے کے لئے رابطہ کرنے کی حامی بھری۔

۳ بجے بعد دوپہر امام صاحب نے مشن ہاؤس میں ایک میٹنگ بلائی۔ اس میں میرے اور محترم عبدالسنتو صاحب کے علاوہ برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر بے ٹینی روباناکا صاحب' محترمہ ایلکا صاحبہ' جناب سرور صاحب' ہمبرگ کے محترم اصغر علی صاحب اور احمد خورشید ای ہیلو صاحب جو ترک ہیں نے شرکت کی۔

میں نے صدر انجمن لاہور کی طرف سے اس دورہ پر آنے کی غرض بیان کی۔ آثار قدیمہ کے محکمہ کے افسران سے گفتگو کی تفصیل سنائی کہ اکتوبر تک مینار کا کام مکمل ہو جائے گا اس کے علاوہ دیگر مرمت کے ہونے والے کاموں کا ذکر بھی کیا۔ جن کے لئے مزید فنڈز کی ضرورت ہے۔

اجلاس میں بہت سی تجاویز پیش ہوئیں۔ ان میں سے ایک تجویز یہ تھی کہ مینار کی تکمیل پر ۱۵ تا ۳۰ نومبر عام اجلاس بلایا جائے۔ اس میں برلن کے لارڈ میئر کو بطور مہمان خصوصی بلایا جائے۔ اس کے علاوہ اخبار نویس' ممبران جماعت اور دیگر معززین کو بلایا جائے۔ اس موقعہ پر مسجد کی باقی ماندہ مرمت کے لئے اپیل کی جائے اور مسجد کے حالات اور سرگرمیوں کے بارے میں وسیع

پیمانے پر موثر طریق پر تشہیر کی جائے تاکہ عام لوگ اور خاص طور پر حکومت کے متعلقہ محکموں کی اس طرف توجہ پیدا ہو۔

۲۰ اگست: میں اور محترم عبدالسنتو صاحب محکمہ آثار قدیمہ کے سربراہ جناب شنائیڈر صاحب سے ۱۰:۳۰ سے ۱۱:۱۵ تک ملے اور تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ میں نے محترم عبدالسنتو صاحب کے ذریعہ اپنا تعارف کروایا اور یہاں آنے کا مقصد بیان کیا اور یہ بھی بتایا ہے کہ آرکیٹیکٹ نے بتایا ہے کہ اکتوبر کے آخر تک مینار مکمل ہو جائے گا اور یہ تجویز ہوئی ہے کہ اس کا باقاعدہ افتتاح کیا جائے۔ اس موقع پر اخبار نویسوں، متعلقہ محکمہ کے افسران کو بھی مدعو کیا جائے۔ اس نے اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔

جناب شنائیڈر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ستمبر کو اخبار نویس حضرات کو مسجد آنے کی دعوت دی جائے گی۔ تاکہ وہ خود دیکھ سکیں کہ مسجد اور مکان میں اب تک کیا کچھ ہو چکا ہے۔ مزید مرمت کے لئے اس نے بتایا کہ ہمیں "لوٹو" والوں سے رابطہ کرنا چاہئے جناب شنائیڈر صاحب نے اس سلسلہ میں سفارش کرنے کی بھی حامی بھری۔

اس محکمہ میں مختلف لوگوں سے ملنے کے بعد اندازہ ہوا کہ محترمہ ثمینہ بہن نے اس سلسلہ میں کافی محنت اور کوشش کی ہے جو کہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے۔

۱:۳۰ بجے دوپہر مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے گئے۔ مسجد مشن ہاؤس سے ملحقہ ہے۔ امام صاحب نے انگریزی میں خطبہ دیا۔ نماز پڑھ کر مشن ہاؤس میں آ گئے جہاں لوگ خود چائے بناتے ہیں اور گفتگو کا سلسلہ دیر تک چلتا رہا۔ نمازیوں میں شامی، ترک، امریکی، جرمن اور دیگر ممالک کے لوگ تھے۔ پاکستانی جرمن بھی موجود تھے ایک جرمن نوجوان جو دیر سے احمدی ہے مجلس میں شامل رہے۔ سرور صاحب ایک سرگرم رکن ہیں۔ انہوں نے ہمیں اپنی کار میں شہر کی سیر کرائی۔ مقامی لوگ امام کی بے حد عزت کرتے ہیں اور مختلف موقعوں پر ان سے تعاون بھی کرتے ہیں۔

○ یوم حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور از عامر عزیز ایم اے

۱۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو بعد از نماز عصر حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی یاد میں ایک تقریب جامع دارالسلام، لاہور میں مرکزی احمدیہ انجمن کے زیر اہتمام منعقد کی گئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض عامر عزیز صاحب، ایم اے نے انجام دیئے۔ محترم میاں فضل احمد صاحب نے افتتاحی کلمات میں حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی علمی اور دینی خدمات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریب کی صدارت محترم چوہدری ریاض احمد صاحب نے کی۔ امام جامع مبارک، راولپنڈی محترم چوہدری عبدالحمید صاحب نے حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی خدمت قرآن کی تفصیلات بیان کیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت مولانا نورالدین رحمتہ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور ان کا حضرت مولانا محمد علی سے محبت اور شفقت کا ذکر کیا اور قرآن مجید کے فہم کے سلسلہ میں ان کی تعلیم اور رہنمائی کی معجز نمائی کی تفصیلات بتائیں اور یہ کہ کس طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ و تفسیر دن بدن مشرق و مغرب میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالوحید صاحب (ہومیو) نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی ایک غیر مطبوعہ تحریر پڑھ کر سنائی جو ہمارے ایک محترم بھائی احمد حسن خاں صاحب اور ان کے ایک عزیز کی درخواست پر حضرت مولانا نے نصیحت کے طور پر لکھ کر دی تھی۔ ہمارے اس بھائی نے اب تک اس کو اپنے پاس محفوظ رکھا ہوا تھا۔

اس تحریر میں سے چند سطور قارئین کے لئے ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔ پوری تحریر مقامی جماعت، لاہور کے خبرنامہ مورخہ ۱۵ ستمبر میں درج ہے۔

"کوئی مصیبت یا تکلیف آ جائے تو اسے اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھنا چاہئے۔ اس سے انسان کے دل میں گھبراہٹ اور پریشانی پیدا

نہیں ہوتی کہ میرے خالق نے جو مجھے اس سے بھی بہتر جانتا ہے جیسا میں اپنے آپ کو جانتا ہوں۔ اس سے میری ہی کسی کمزوری کا علاج چاہا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان مشکلات کے اندر پڑ کر ہی بنتا ہے۔

اعلائے کلمتہ اللہ کو اپنی زندگی کا اصل مقصد ٹھہرایا جائے قرآن کریم' سیرت اور حدیث کا کوئی حصہ روزانہ اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔" (خط مرقومہ ۱۸ مارچ ۱۹۴۸ء' مسلم ٹاؤن' لاہور)

اس کے علاوہ محترم عبدالوحید صاحب نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی سعودی عرب کے ایک سفیر سے ملاقات کی تفصیل بھی بیان کی۔ ان کے بعد محترم بھائی عبیداللہ صاحب جو نوشہرہ سے تشریف لائے تھے انہوں نے اپنے والد محترم اور ہمارے مرحوم بزرگ مبلغ شیخ عبدالقادر صاحب کی دیوبند سے احمدیہ بلڈ نگس' لاہور تک کے سفر کے دلچسپ واقعات بیان کئے (جو اس شمارے میں مضمون کی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں) اس کے علاوہ انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح صاحب کا حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی ایک دعوت میں شرکت کی تفصیلات بھی بیان کیں۔ "مجاہد کبیر" سے اس دعوت کے متعلق کچھ تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

قائداعظم مولانا کے مکان پر: بہت مدت بعد جب قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانان ہند کے مطالبہ پاکستان کی قیادت ہاتھ میں لی تو وہ مولانا کی دعوت پر ان کی کوٹھی واقع مسلم ٹاؤن میں ایک چائے پارٹی پر تشریف لائے۔ انجمن کے ممبروں کو بھی مولانا نے مدعو کیا تھا۔ قائداعظم نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں آپ نے انجمن کی خدمات کو سراہتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا جو انجمن کے اخبار "لائٹ" سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ نے بتایا کہ ایک گفتگو کے دوران میں وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے مجھ سے کہا کہ تمہارے اس تازہ بیان نے کہ ڈیموکریسی ہندوستان کے لئے موزوں نہیں ہے' ملک میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ آپ کی یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ کس طرح ایسے اچھے نظام کی مخالفت کرتے ہیں۔ قائداعظم نے بیان کیا کہ میں نے وائسرائے کو کہا کہ میں آپ کو ایک اخبار بھیجوں گا۔ پہلے وہ آپ پڑھ لیں۔ چنانچہ میں نے لائٹ کا وہ پرچہ جس میں اس موضوع پر مضمون تھا کہ پارلیمانی جمہوریت ہندوستان کے لئے موزوں نہیں ہے' وائسرائے کو بھیج دیا۔ انہوں نے اگلے ہی دن مجھے وہ اپنے نوٹ کے ساتھ واپس بھیجا اور لکھا کہ اب آپ کی پوزیشن مجھے سمجھ آ گئی ہے جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ حق بجانب ہے۔ یہ واقعہ بیان کر کے قائداعظم نے کہا کہ آپ کی انجمن بہت اعلیٰ کام کر رہی ہے۔ آپ کا "لائٹ" میرے پاس آتا ہے۔ میں ایک سیاسی آدمی ہوں اور سیاسی مضامین کے لئے یہ اخبار پڑھتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذہبی مضامین بھی پڑھتا ہوں اور اس کی باقاعدہ فائل رکھتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ میرے پاس بیرونی ممالک سے بھی اسلام کے متعلق خطوط آتے ہیں۔ باہر کے لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں اس لئے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے لکھتے ہیں۔ میں ایسے خطوط مناسب جواب کے لئے آپ کی انجمن کے پاس بھیج دیتا ہوں۔ (صفحہ ۳۸۹)

بعدازاں محترم ممتاز احمد باجوہ صاحب ایم اے' ایم ایڈ نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی منصور والی پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کی صاحبزادی محترمہ بیگم طاہرہ فضل احمد صاحبہ نے حضرت مولانا مرحوم کا انتہائی علمی مصروفیات کے باوجود بچوں سے شفقت اور گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانے کی تفصیلات بیان کیں کہ کس طرح والد محترم مرحوم ایک شفیق باپ اور ہمدرد اور مددگار خاوند بھی تھے۔

عامر عزیز صاحب ایم۔ اے نے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اجمالی خاکہ پیش کیا کہ کس طرح ان کی زندگی بطور مصنف' مفسر قرآن' تاریخ نویس' مبلغ اسلام' کالم نگار' محقق' مفکر اور سب سے بڑھ کر ایک دینی رہنما کے

منفرد خصوصیت کی حامل تھی۔ جن کی بدولت تحریک احمدیت کے نظریات نے اسلام کو مغربی دنیا میں ایسے روشن اور مدلل انداز میں پیش کیا کہ ان کی کتب کی مقبولیت مشرق اور مغرب میں برابر بڑھ رہی ہے۔

آخر میں صدر مجلس محترم چوہدری ریاض احمد صاحب نے دعا کروائی اور حاضرین کی تواضع عشائیہ سے کی گئی۔

○ حضرت مولانا محمد علی صاحب سے ایک ملاقات نے کیا تبدیلی پیدا کی

بزرگ مبلغ شیخ عبدالقادر صاحب مرحوم کے بیٹے کا اپنے والد کا دیوبند سے احمدیت تک کے سفر کی داستان

(یہ تقریر محمد عبیداللہ صاحب ابن محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے یوم محمد علی مورخہ ۱۳ اکتوبر کو جامع دارالسلام لاہور میں کی)۔

آج تحریک احمدیت لاہور کے امیر اول حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یوم وفات ہے۔ اس مناسبت سے میں آپ کو چند ایسے واقعات سناؤں گا۔ جنکا تعلق میرے والد مرحوم محترم مولوی عبدالقادر صاحب سے ہے جو مرکزی انجمن کے ڈیرہ غازی خاں میں مبلغ تھے۔ میرے والد محترم تحریک احمدیت لاہور سے وابستہ ہونے سے پیشتر دیوبند میں تھے اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے چہیتے شاگرد تھے۔ انہوں نے تحصیل علم کے دوران دیوبند میں اول پوزیشن حاصل کی اور اکثر اس سند کو بڑے فخر سے لوگوں کو دکھایا کرتے تھے۔ جب دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے تو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے ان کو ہدایت کی کہ وہ قادیان جائیں اور خفیہ طور پر وہاں کے حالات کا جائزہ لیں اور وہاں سے شائع ہونے والی تمام کتب ہم تک پہنچائیں۔ چنانچہ ان کا قادیان جانے کا بندوبست کیا گیا۔ قادیان میں ایک سبزی فروش سے انکا تعارف کرایا گیا۔ آہستہ آہستہ اس سے بے حد دوستی ہو گئی۔ اور وہ ان کا ہمراز بن گیا۔ انتظام یہ تھا کہ ایک ایک کر کے میں کتاب سبزی والے کو دیتا تھا اور وہاں سے کتاب بٹالہ میں کسی شخص تک پہنچ جاتی اور پھر وہ کتاب دیوبند پہنچا دیتا۔ قادیان میں قیام کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا کہ قادیان میں احمدیوں کی مسجد میں جا کر قرآن ناظرہ پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے ہو گئے ہو ابھی تک قرآن نہیں پڑھنا آتا۔ چلو آج سے پڑھنا شروع کر دو۔ چنانچہ ایک سال تک میں ان کے پاس ناظرہ قرآن پڑھتا رہا۔ اس اثناء میں ایک دفعہ ان کا لائبریرین بیمار ہو گیا۔ میرے والد محترم صحت مند جوان تھے اور ہر خدمت کے لئے تیار رہتے تھے اس لئے لائبریری میں ان کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ کوئی کتاب یا اخبار یہاں سے باہر نہ جائے اس طرح ان کا دوسرا سال گزرا تیسرے سال ان کو مستقل کر دیا گیا۔ اور ان پر اعتماد یہاں تک بڑھ گیا کہ رات کو لائبریری میں سونے کی ڈیوٹی بھی انہی کی لگا دی گئی۔ وہ رات کو سرسوں کے تیل کا دیا جلا کر کتابیں ڈھونڈتے اور ایک ایک کر کے کتاب سبزی والے کو دیتے اسی طرح یہ کام اڑھائی سال میں مکمل ہوا۔ جب کتابوں کے بھیجنے کا کام مکمل ہو گیا تو والد صاحب نے ان سے گھر جانے کیلئے چھٹی مانگی۔ بڑی مشکل سے ایک ماہ کی چھٹی ملی۔ میرے والد صاحب نے سوچا کہ دیوبند جانے سے پیشتر دوسری احمدیہ جماعت' لاہور کے بانی حضرت مولانا محمد علی صاحب کو بھی ملتا چلوں۔ ان کے ذہن میں قادیان کے میاں محمود احمد صاحب کی شان و شوکت تھی۔ وہ ایک جھروکے سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے آتے۔ بندوقوں سے لیس پہرے دار ان کے دائیں بائیں ہوتے جو کہ نماز کے وقت پہرہ دیتے اور خود نماز بعد میں پڑھتے۔ لیکن لاہور میں بات ہی بالکل اور تھی۔ ظہر کی نماز میں شامل ہوا۔ نماز کے بعد سب لوگ چلے گئے۔ ایک بزرگ سی شخصیت عینک لگائے اخبار "پیغام صلح" کی ایک کاپی پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے قریب جا بیٹھا اور ان سے میں نے پوچھا کہ اس جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میں محمد علی ہوں۔ میں نے دوسری بار کہا میں آپ کو نہیں احمدیہ جماعت لاہور کے بانی اور سربراہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میں ہی ہوں۔ میں نے تیسری بار انہیں کہا کیا آپ کا نام بھی محمد علی ہے

لیکن میں تو اس جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پھر فرمایا کہ بھائی میں ہی وہ محمد علی ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ ہی ہیں تو پھر میرے ساتھ گفتگو کریں۔ میرے والد صاحب کو تقریباً" بیس پارے حفظ تھے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا کہ آپ بحث صرف قرآن شریف سے یا حدیث سے یا تاریخ میں سے کس پر کرنا چاہتے ہیں۔ میرے والد صاحب نے فرمایا میں قرآن کے حوالے سے بحث کروں گا۔ حضرت امیر مرحوم نے فرمایا یہ تو اچھی بات ہے کہ کوئی دیوبندی مجھ سے قرآن سے بحث و تمحیث کرنے والا ملا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے وفات مسیح ناصری سے گفتگو کا آغاز ہوا۔ میرے والد صاحب نے کہا کہ انہوں نے مجھے لاجواب کر دیا۔ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے قرآن مجید کی مختلف آیات کے حوالے دیئے اور ان میں مختلف الفاظ سے متعلق صرف نحو کی ایسی بحث کی کہ میں سخت چکرا گیا اور دیوبند میں سیکھا ہوا علم سارا کا سارا دھرا کا دھرا رہ گیا۔ سردرد کرنے لگا حضرت مولانا کے دلائل اور صرف نحو کی بحث نے میرے گزشتہ خیالات کو یکسر بدل کر رکھ دیئے اور میں وفات مسیح کا قائل ہو گیا۔ اسی دن شام کو میرے والد محترم دیوبند واپس چلے گئے۔ قادیان سے کتابیں بھجوانے کی وجہ سے وہاں ان کی خوب آؤ بھگت ہوئی اور لوگ وہاں کی خبریں سننے کے لئے بیتاب تھے۔ لیکن ان کے استاد محترم حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب باہر گئے ہوئے تھے۔ دوسرے دن انہوں نے اپنے دوسرے استادوں سے وفات مسیح ناصری پر بات کی وہ سب لاجواب ہو گئے۔ کچھ استادوں نے تو اس کے بعد منہ پھلا لئے۔ دو دن کے بعد ان کے استاد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی واپس آ گئے۔ استادوں نے پہلے سے ہی ان کے کان بھر دیئے کہ وہ احمدی ہو گئے ہیں۔ جب والد محترم ان سے ملے تو وہ بے حد خوش ہوئے۔ پہلے تو انہوں نے کتابیں بھجوانے کا شکریہ ادا کیا پھر کہنے لگے آپ کے استاد کہتے ہیں کہ تم احمدی ہو گئے ہو۔ میں نے کہا آپ پہلے میری بات سن لیں اگر آپ نے میری باتوں کا تسلی بخش جواب دے دیا تو ٹھیک ورنہ میں احمدی بن جاؤں گا۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے فرمایا آپ کے استادوں نے مجھے سب بات چیت بتا دی ہے۔ تم لاہور میں کس سے ملے کہ تم میں اتنی بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی تھی۔ اور میری آنکھیں اور ذہن کھل گئے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے فرمایا ان کے دلائل درست ہیں۔ میں نے کہا میں نے جو کچھ چودہ سالوں میں پڑھا تھا حضرت مولانا محمد علی صاحب نے وہ ایک گھنٹے میں ختم کر دیا۔ پھر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ مولانا محمد علی صاحب نے کسی دینی مدرسے میں تحصیل علم نہیں کیا لیکن ہندوستان کا کوئی عالم ان کے دلائل کو توڑ نہیں سکتا۔ اس کے بعد میرے والد محترم سیدھا لاہور آئے اور حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت مولانا صاحب نے پوچھا آپ نے پوری تسلی کر لی ہے میرے والد محترم نے جواب دیا کہ جی ہاں اور پھر دیوبند کا سارا واقعہ ان کو سنایا۔

○ تنظیم خواتین احمدیہ' لاہور

۱۱ اکتوبر کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ محترمہ ریحانہ ریاض صاحبہ نے رسول اکرم صلعم کی گھریلو زندگی کی جھلکیاں پیش کیں کہ کس طرح آپ صلعم اپنی بیویوں اور بچیوں اور رشتہ داروں سے حسن سلوک اور خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔

چونکہ ۱۳ اکتوبر کو حضرت مولانا محمد علی صاحب کا یوم وفات تھا اس حوالے سے محترمہ رضیہ مدد علی صاحبہ اور محترمہ صفیہ سعید صاحبہ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کی گھر میں دینی تعلیم کے سلسلہ میں خاص توجہ کا ذکر کیا۔ بیگم میاں فضل احمد صاحبہ نے محترمہ رضیہ فاروقی صاحبہ کی وفات سے متعلق تعزیتی قرارداد پیش کی۔ فصیحہ جمیل اور طیبہ انوار احمد نے کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور مولانا مرتضیٰ خاں حسن مرحوم ترنم سے پیش کیا۔ آخر میں محترمہ رضیہ مدد علی صاحبہ نے نہایت موثر انداز

میں دعا کروائی۔

۲۲ نومبر کو یاد رفتگان کے سلسلہ میں تقریب تھی۔ جس میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور کے علمی اور دینی خدمات کا تذکرہ کیا گیا۔ محترمہ رضیہ مدد علی صاحبہ نے حضرت مولانا صدرالدین صاحب مرحوم و مغفور کی بے لوث اور شاندار تبلیغی کارناموں کا تفصیل سے ذکر کیا اور احمدیہ انجمن لاہور کی بنیاد رکھنے والی دیگر ممتاز شخصیتوں مثلاً حضرت مولانا محمد علی صاحب' حضرت خواجہ کمال الدین صاحب' حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب' حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کے ساتھ رفاقت اور دینی جذبہ ایثار کے روح کو گرما دینے والے واقعات سنائے۔ حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب کے جذبہ ایمانی' دینی حمیت اور دین کے لئے ایثار و قربانی کے حوالے سے ان کی زندگی پر روشنی ڈالی۔

اجلاس کے شروع میں تلاوت قرآن مجید کے بعد سارہ احمد صاحبہ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود سنائے۔ صدارت کے فرائض محترمہ رشیدہ حسن صاحبہ دختر حضرت مولانا صدرالدین صاحب مرحوم و مغفور نے سرانجام دیئے اور آخر میں محترمہ رضیہ مدد علی صاحبہ نے اپنے مخصوص موثر انداز میں دعا کرائی۔

○ شبان الاحمدیہ' لاہور
یوم یاد رفتگان

شبان الاحمدیہ' لاہور نے یاد رفتگان کے سلسلہ میں ایک خصوصی اجلاس کا اہتمام کیا جس میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور کی دینی خدمات پر تقاریر ہوئیں۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد فرخندہ جمیل' ثناء شاہد اور مہتاب شاہد نے کلام بانی سلسلہ احمدیہ ترنم سے سنایا۔ فضل حق صاحب اور ناصر احمد صاحب ایم اے' ایم ایڈ شاہدرہ نے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی دینی اور تبلیغی کارناموں پر روشنی ڈالی۔

بریگیڈیئر محمد سعید صاحب اور ممتاز احمد باجوہ صاحب ایم اے ایم ایڈ نے حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے متعلق ۱۹۷۴ء کے ایبٹ آباد کے اندوہناک واقعات اور دین کے لئے ان کی قربانی اور استقامت سے متعلق واقعات بیان کئے۔ عامر عزیز صاحب ایم اے نے حضرت مولانا صدرالدین صاحب مرحوم و مغفور اور حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی کے متعلق اپنے ذاتی تاثرات بیان کئے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے اعجاز احمد صاحب اپنی تقریر نہ کر سکے۔ آخر میں حاضرین کی تواضع کھانے سے کی گئی۔ انتظامات کے سلسلہ میں عادل افضل صاحب اور ابرار احمد صاحب نے قابل قدر خدمت سرانجام دی۔

○ محمد علی میموریل ڈسپنسری

دارالسلام' ۵ عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور میں حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی یاد میں محمد علی میموریل ڈسپنسری سالہا سال سے بیمار انسانیت کی خدمت کر رہی ہے اس ڈسپنسری میں ایک ماہر ڈاکٹر مریضوں کی خدمت کے لئے ہر روز ۳:۳۰ سے ۵:۳۰ بجے شام تک موجود رہتا ہے اور دوائیاں مفت دی جاتی ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس نیک کام کے لئے عطیہ جات مرکزی انجمن کو ارسال فرمائیں۔